بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ • روزن تاریخ سے

رئیس التحریر

عراق کا مرکزی شہر کوفہ علم وتمدن کا گہوارہ

کوفہ کا جغرافیائی مقام:-

وادی دجلہ اور فرات کا جنوبی حصہ، جسے علماء جغرافیہ عراق کہتے ہیں ایک خوشگوار، سرسبز وشاداب علاقہ اور تین ہزار سالہ مدنیت اور تہذیب کا علمی گہوارہ ہے۔ بابلیوں آشوریوں، کلدانیوں، فارسیوں اور یونانیوں کی جولانگاہ رہا ہے۔ زمانہ خلافت فاروقی میں اس پر پرچم اسلام لہرایا تو مسلمانوں نے اپنے عہد تمدن میں دو نئے شہر بسائے، کچھ تو اس لئے کہ مدائن دارالخلافہ کی آب وہوا ان کو راست نہ آئی اور کچھ اس لئے کہ ممالک محروسہ کا تعلق مدینہ طیبہ سے انتظامی امور پر حمل ونقل کے وسائل نہ ہونے کی وجہ سے مشکل رہتا۔ فاروق اعظم نے شہر بسانے کیلئے ایک کمیٹی تشکیل فرمائی اس کمیٹی کے ارکان حسب ذیل تھے حضرت سعد بن وقاص اللیثیؓ، حضرت سلمان فارسیؓ اور حضرت حذیفہ بن الیمانؓ نے شہر بسانے کیلئے دریائے فرات کا کنارہ تجویز کیا۔ رپورٹ مرکزی حکومت کو پیش ہونے پر شہر بسانے کی اجازت ملی۔ منظوری ہو جانے پر محرم الحرام ۱۷ھ جنوری ۹۳۸ء کو حضرت سعد بن وقاصؓ جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں مدائن چھوڑ کر کوفہ آئے اور آپ کے ساتھ چالیس ہزار نفوس آباد ہوئے۔ (**وعددهم أربعون الفاً**) (البدایہ والنہایہ ج **7** ص **71** میں ہے **ان الصحابة استوخموا المدائن**)

امام حاکمؒ نے اپنی مشہور کتاب معرفۃ علوم الحدیث میں ان مشاہیر کے نام لکھے ہیں جو حضور انور ﷺ کے بعد مدینہ طیبہ سے دوسرے اسلامی شہروں میں منتقل ہوئے۔ اس سلسلے میں انہوں نے سب سے پہلے کوفہ سے ابتداء کر کے سب سے زیادہ تعداد یہاں آنے والوں کی بتائی ہے۔ حافظ ابو بشر دولابیؒ نے قتادہؒ سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ کے صحابہ کرامؓ میں سے ایک ہزار پچاس شخص اور پچاس وہ بزرگ جو غزوہ بدر میں آپ کے ہمرکاب تھے کوفہ میں فروکش ہوئے (کتاب الکنی والاسماء ج **1** ص **174**)

امام احمد امینؒ نے کوفہ کا جو علمی نسب نامہ لکھ دیا ہے وہ ان کی زبانی سن لیجئے۔ کوفہ میں بے حد وحساب صحابہ کرامؓ کا ورود ہوا۔

علم میں سب سے زیادہ مشہور حضرت علی مرتضیٰؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہیں۔ حضرت علی مرتضیٰ کو علمی نشر و اشاعت کیلئے سیاسی رنگینیوں کی وجہ سے وہ فراغت نہیں ملی جو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو نصیب ہوئی آپ کو قرآن دانی سے بیحد شغف تھا، اسلامی تعلیم تفسیر قرآن میں امتیازی مقام کی وجہ سے آپ کا شمار کبار علماء صحابہ میں ہوتا تھا۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے ان کو کوفہ کے شہریوں کا معلم بنا کر بھیجا تھا۔ اہل کوفہ نے ان سے علم حاصل کیا اور ان کے سامنے زانو تلمذ طے کیا۔ خلاصہ کے طور پر یوں سمجھ لیجئے کہ علم قراءت و تجوید کے اگر سات امام ہیں جن کو قراء سبعہ کہتے ہیں تو ان میں سے تین عاصمؒ، حمزہؒ، اور کسائی کوفی ہیں، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو أعلم الناس بالتفسیر بتایا گیا ہے، حضرت سعید بن جبیرؒ جس کو حضرت قتادہ تفسیر کا سب سے بڑا عالم مانتے ہیں وہ کوفہ ہی کے رہنے والے ہیں عربیت اور نحو کی تدوین بھی کوفہ اور بصرہ ان دونوں شہروں میں ہوئی ہے چنانچہ لغت اور نحو کی کتابوں میں ان کے سوا کسی اور شہر کے علماء کا اختلاف ذکر نہیں کیا جاتا۔

الغرض :- 1 ...... عراق کا مرکزی شہر کوفہ علم و تمدن کا گہوارہ تھا۔

2 ...... مدینہ منورہ کے بعد صحابہ کرامؓ کی کثیر تعداد یہاں فروکش ہوئی۔

3 ...... علوم اسلامیہ نے کوفہ و بصرہ کے ان دونوں شہروں میں نشو ونما پائی ہے جو کہ پہلی صدی ہجری میں اسلامی ثقافت کے سب سے اہم مراکز تھے۔ جہاں علم کلام اور علم فقہ کی اساس رکھی گئی ہے اور جہاں ادب اور فنون کے مدرسے قائم ہوئے۔

کوفہ میں علم حدیث:-

فتوح البلدان میں امام احمد بن یحییٰ بغدادیؒ نے بحوالہ نافع بن جبیر بن مطعمؒ حضرت عمرؓ کا کوفہ کے بارے میں یہ تاثر لکھا ہے بالکوفة وجوه الناس (کوفہ میں بڑے لوگ ہیں)۔

ظاہر ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ یہاں جس وجاہت کا تذکرہ فرما رہے ہیں وہ دینی و علمی وجاہت کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ اس کی تائید خود حضرت عمر فاروقؓ کے اس خط سے ہوتی ہے جو انہوں نے کوفہ والوں کے نام لکھا ہے اور جسے حافظ ذھبیؒ نے نقل کیا ہے ''میں نے تمہارے پاس حضرت عمار بن یاسرؓ کو بحیثیت امیر اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو بحیثیت معلم اور وزیر روانہ کئے ہیں یہ دونوں حضور ﷺ کے صحابہ ہیں منتخب اور برگزیدہ ہستیاں ہیں صرف صحابی نہیں بلکہ شرکاء بدر میں سے ہیں تم ان کا اقتداء کرو دیکھو! عبداللہ کے معاملے میں، میں نے تم کو اپنے اوپر ترجیح دی ہے'' (تذکرۃ الحفاظ ج 1 صـــ 14)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی وفات کے بعد جب حضرت علیؓ کوفہ تشریف لائے تو حضرت عبداللہؓ کے تلامذہ کو لوگوں کو فقہ پڑھانے میں مشغول دیکھا اور تقریباً چار صد کے قریب دواتیں رکھی ہوئی طلباء لکھنے میں مصروف تھے تو امیر کوفہ حضرت علیؓ